مغرب......"حجاب نوچ دو" کی پالیسی پر گامزن

ریحان عارفی

یورپ کے کئی ملکوں میں آج کل برقعے اور حجاب پر پابندی کو قانونی شکل دینے کی مہم چل رہی ہے۔ گزشتہ برس فرانس میں برقعے پر پابندی کا بل منظور ہو چکا ہے۔ اگر یہ مہم کامیاب ہوگئی تو یورپ کی مسلمان عورتوں کے لئے شرعی پردہ کرتے ہوئے باہر نکلنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا۔ یورپ نے اس مہم کے ذریعے مسلم خواتین کے خلاف اپنے دلی بغض و نفرت کا کھل کر اظہار کر دیا ہے۔ یہ وہی بغض ہے جو ہر مغربی طاقت کی نفسیات میں رچا بسا ہے۔ جس کی وجہ سے کبھی جرمنی میں "مروۃ" کو حجاب کی سزا میں بر سر عدالت قتل کیا جاتا ہے اور کبھی امریکا میں "ڈاکٹر عافیہ" کو دہشت گرد قرار دے کر عمر بھر کے لئے پس دیوار زنداں دھکیل دیا جاتا ہے۔

آہ! وہ مسلمان عورتیں جو گزشتہ تیرہ صدیوں سے مستور تھیں، آج مغرب ان کا حجاب اتار دینے کے در پے ہے۔ ماضی میں غیر مسلموں کو کبھی یہ ہمت نہیں ہوتی تھی کہ وہ مسلمان عورتوں پر ہاتھ اٹھانا تو کجا انہیں بُری نظر سے دیکھ بھی سکیں۔ اگر کوئی بد بخت ایسی جرات کر بیٹھتا تو وہ عبرتناک انجام کا شکار ہو کر رہتا تھا۔ یورپ اور امریکا کے عیاش اور ہوس پرست سرمایہ داروں کا دیرینہ خواب تھا کہ جس طرح وہ مغربی عورتوں کو چند پیسوں میں خرید کر اپنی خلوت گاہیں آراستہ کرتے ہیں، اسی طرح مسلمان عورتوں کو بھی استعمال کر سکیں اور ان سے لطف اندوز ہو سکیں۔ اگرچہ مسلمانوں کے سیاسی زوال کے بعد جنگ وجدل کے ذریعے مسلمان خواتین کو قیدی بنانے میں کوئی دقت نہیں تھی مگر یہ کسی طرح ممکن نہیں تھا کہ کوئی کلمہ گو عورت رضامند ہو کر اپنا حُسن ان پر ظاہر کرے، چہ جائے کہ ان کی باہوں میں آکر ان کی جسمانی تسکین کا سامان بنے۔

اپنے اس ارمان کو پورا کرنے کے لئے انہوں نے خود مسلمان عورت کا ذہن تبدیل کرنے کی کوشش شروع کر دی، تاکہ وہ اپنی خوشی سے اپنا حسن بے نقاب کرے اور رفتہ رفتہ اس حد تک پست ہو جائے کہ اسے جائز اور ناجائز تعلقات کا فرق بھی یاد نہ رہے اور وہ خود ان کی جھولی میں آگرے۔

گلوبلائزیشن کے بعد مسلم معاشرے کا بگاڑ اور عورت کی آزادی خود گلوبلائزیشن کے لئے ناگزیر قرار پائی، کیوں کہ اسلامی معاشرت، معاشرتی گلوبلائزیشن کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، اس لئے اب گلوبلائزیشن کی تحریک مسلم عورت کو ایک مغربی عورت کی طرح عفت وعصمت سے بے پروا کردینے میں سب سے بڑا کردار ادا کر رہی ہے۔

مسلم بہنوں کو پردے سے برگشتہ کرنے کا کام تقریباً ڈیڑھ صدی سے جاری ہے۔ استعماری، استشراقی اور صلیبی طاقتیں اس ہدف کے لئے پوری طرح سرگرم ہیں۔ برطانوی، اطالوی اور فرانسیسی استعمار کی افواج جہاں بھی اتریں، وہاں یورپ کی بے پردہ میم اور جسم فروش عورتیں بھی ساتھ ساتھ آئیں، جنہوں نے اسلامی ملکوں کے ماحول کو خراب کیا۔ ان عورتوں میں افسران کی بیگمات کے علاوہ صحافی خواتین اور معلمات بھی ہوا کرتی تھیں۔ استعمار کے مقبوضہ ملکوں کے نئے تعلیمی نظام میں بھی ماحول کو یورپی تہذیب کے قریب تر کرنے والی چیزوں کو فروغ دیا گیا۔ مستشرقین اور ان کے شاگردوں نے عورت کی آزادی کے مسئلے کو بڑی شدت سے اٹھایا اور اس پر ان گنت مضامین، مقالے، کتابیں اور رسائل تحریر کئے۔

مستشرقین کے پروردہ یہ اسکالرز عورت کو تسلی دینے کے لئے اسلامی احکام کی غلط تلاویلات کرتے ہیں اور اسے یہ بتاتے ہیں کہ جن اقدار کو مسلم معاشرے کی اقدار مانا جاتا رہا ہے، ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، یہ صرف مولویوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ اصل اسلامی تعلیمات تو مغربی طرزِ حیات کی تائید کرتی ہیں جن میں عورت کے لئے پردے اور حجاب کی کوئی قید نہیں۔ اسلام میں عورت کھانے کمانے کے لئے مردوں کے شانہ بشانہ کام کرسکتی ہے۔ عقل، ذہانت اور حافظے سمیت تمام صلاحیتوں میں وہ مرد کے برابر ہے، اس کی گواہی بھی پوری ہے، میراث میں اس کا حصہ پورا ہے۔ پارلیمنٹ کو مجتہد کا مقام تفویض کرکے اس کے ذریعے مسلم عورت کو مغربی عورت کی طرح طلاق کا حق بھی دینا چاہئے (ممکن ہے کل کلاں یہ اسکالرز یہاں تک کہہ دیں کہ اگر پارلیمنٹ منظوری دے دے تو اسے چار مردوں سے شادی کی اجازت بھی ملنی چاہئے) یہ نام نہاد اسکالرز دعویٰ کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں جو پردہ رائج ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ نیز نص قرآنی میں پردہ کے متعلق کوئی آیت نہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عربوں کی معاشرت ایسی تھی کہ وہاں پردہ کیا جاتا تھا، بس اسی لئے عورتیں پردہ کرتی تھیں، ورنہ قرآن وحدیث میں پردے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، اسلام اور قرآن وحدیث سے واقف ایک عام طالب علم بھی جانتا ہے کہ شریعت میں پردے کی کتنی تاکید آئی ہے، قرآن وحدیث میں اس کے متعلق صراحت کے ساتھ نصوص موجود ہیں۔ سورۃ الاحزاب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ مسلم خواتین کو یہ قانون بتادیں: ﴿یدنین علیھن من جلابیبھن﴾ (عورتیں اپنے اوپر اپنی اوڑھنیاں اچھی طرح لپیٹ لیا کریں) سورہ النور میں ہے: ''قل للمومنین یغضوا من ابصارھم......الخ'' (اہل ایمان سے کہو کہ اپنی نگاہیں پست کریں) اس کے علاوہ احادیث میں بھی بڑی صراحت کے

ساتھ پردے کے ضروری ہونے کا ذکر موجود ہے۔ایک عام سوجھ بوجھ والا ہر شخص جو عورت کی عزت وناموس کی قدر وقیمت جانتا ہے،اس چیز کو بدیہی طور پر سمجھ سکتا ہے کہ پردہ مسلمان عورت ہی کی نہیں بلکہ ہر خاتون کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے ضروری ہے۔اسے عربوں کا رواج کہنا فریب کاری کی انتہاء ہے،مگر مغربی شیاطین کے تنخواہ دار، یہ نام نہاد اسکالرز حقائق کو قدموں تلے روند کر خواتین کو اسلام کے صریح احکام کی خلاف ورزی پر اس انداز سے راغب کرتے ہیں کہ ان کے دلوں سے احساسِ گناہ بھی جاتا رہتا ہے۔

پردے کے خاتمے اور اسلامی معاشرے کے بگاڑ کے لئے ان اسلام دشمنوں نے اپنی کوششیں جاری رکھیں، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کو بے پردگی اور آزاد تعلقات کے ورک شاپ بنا دیا گیا، وہاں بچوں اور بچیوں کی مخلوط تعلیم کا انتظام کر کے ان کے ذہنوں میں یہ بات بٹھادی گئی کہ پردہ کرنا دقیانوسیت اور پرانے خیالات کی عکاسی ہے۔

آزادی نسواں کے نقیب بے پردگی کی دعوت پانچ مراحل میں دیتے ہیں:

پہلا مرحلہ:......مردوں کے سامنے چادر اتارنا،نقاب کھولنا:...... پہلا مرحلہ نقاب کھولنا یا برقعے کو اتارنا ہے،عورتوں کو اس پر آمادہ کرنے کے لئے قرآن پاک کی آیات اور احادیث کی غلط تاویلات کر کے کہا جاتا ہے کہ اسلام میں چہرے کا پردہ ہے ہی نہیں، یہ بھی دعویٰ کیا جاتا ہے کہ صحابیات حتیٰ کہ امہات المومنین بھی چہرے کا پردہ نہیں کرتی تھیں۔نعوذ باللہ

دوسرا مرحلہ:......غیر محرم مردوں سے میل ملاپ:...... نقاب اتارنے والی خواتین کو سمجھایا جاتا ہے،اب انہیں گھر میں آنے جانے والے مردوں کے ساتھ ملنا جلنا چاہئے اور مخلوط تقاریب میں جانا چاہئے،اس طرح مردوں اور عورتوں کے درمیان سے فطری حیا کو اٹھا دیا جاتا ہے اور اس کو فطرت کی تکمیل کا نام دیا جاتا ہے،اس کے لئے دلائل کے انبار لگائے جاتے ہیں،مثلاً مصر کے سیکولر مفکر قاسم امین کا کہنا تھا کہ ”جب تک عورتوں اور مردوں کا اختلاط نہ ہو،وہ مکمل نہیں ہو سکتے، ایک دوسرے کے مزاج کو نہیں سمجھ سکتے،اگر زوجین نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو جان نہ سکیں تو بعد میں گھٹن کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔“ اب تو مرد وزن کے اختلاط کی تربیت باقاعدہ ابتدا نرسری اسکولوں سے شروع ہو جاتی ہے، بچے اور بچیاں ابتدا سے اکٹھے بیٹھتے ہیں اور رفتہ رفتہ ان کی صنف مخالف سے فطری جھجک دور ہو جاتی ہے اور مخلوط ماحول میں رہنا ان کی عادت بن جاتا ہے، چوں کہ جنس مخالف میں فطری کشش ہوتی ہے،اس لئے سن شعور کو پہنچ کر لڑکے اور لڑکیاں پڑھائی میں کم اور دوستانہ تعلقات میں زیادہ وقت گزارتے ہیں جس کے مفاسد آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں۔

تیسرا مرحلہ:......چہار دیواری کی قید سے آزادی:...... پردہ کی عادت ختم کرا دینے کے بعد دعوت دی جاتی ہے کہ گھروں میں چھپ کر دقیانوسیت کا مظاہرہ نہ کریں بلکہ گھر سے باہر قدم رکھ کر دنیا کا نظارہ کریں،اس کے لئے پیش کردہ دلائل میں کہا جاتا ہے کہ خیر القرون کی خواتین بھی باہر نکلا کرتی تھیں،جنگوں میں شریک ہوتی تھیں،اس کے علاوہ قریبی دور کے مسلمان قائدین کی بیگمات کو نمونہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان میں سے کسی ایک نے بھی پردہ نہیں

کیا، سب گھر سے باہر نکل کر قوم کی خدمت کرتی رہیں، یہ دلائل خاصے مؤثر ثابت ہوتے ہیں، اس کے علاوہ خود میڈیا پر نظر آنے والے مناظر خواتین کو گھر سے نکلنے اور نقاب الٹنے پر آسانی سے مائل کر دیتے ہیں۔

چوتھا مرحلہ:...... مردوں کے شانہ بشانہ کام کاج:...... اگلہ مرحلہ عورت کو باقاعدہ عملی میدان میں لانا ہوتا ہے، کہا جاتا ہے کہ ہر شعبۂ زندگی میں عورت کے سنگ سے رونق ہے، لہٰذا اسے ہر شعبے کو اپنی دلکشی سے حصہ دینا چاہئے اور معقول آمدن کی شکل میں اپنی صلاحیتوں کی قیمت وصول کر کے خود کفیل بننا چاہئے، تب ہی وہ مردوں کی اجارہ داری سے صحیح معنوں میں آزاد ہو سکی ہے، برقع اتار دینے والی اور مخلوط ماحول میں وقت گزارنے والی جدید عورت کے لئے یہ پیش کش بڑی دل پذیر ثابت ہوتی ہے، وہ مردوں کے شانہ بشانہ کام کے لئے بہت جلد تیار ہو جاتی ہے اور تعلیم، تجارت اور ٹرانسپورٹ سے لے کر فوج، پولیس اور سیاست تک میں مردوں کے سنگ سنگ کام کرتی ہے، اسلامی ممالک کی اسمبلیوں میں عورتوں کے لئے باقاعدہ سیٹیں مختص کی گئی ہیں، ہر بڑے ادارے کے آفس میں صاحب کی سیکریٹری کوئی لڑکی ہوتی ہے جو چند ہزار روپوں کے عوض اس کے ناز نخرے برداشت کرتی ہے، حتیٰ کہ بعض اوقات اسے اپنی عزت سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔

پانچواں مرحلہ:...... فن وثقافت میں عورت کی آمد:...... پانچویں مرحلے میں عورت کو سمجھایا جاتا ہے کہ سیلز گرل، سیکریٹری یا ایئر ہوسٹس بن جانے سے کہیں زیادہ منافع بخش کام یہ ہے کہ وہ اپنے حسن کو استعمال کر کے تھوڑے وقت میں لامحدود آمدن اور زبردست شہرت حاصل کرے، اس مقصد کے لئے شوبز کے دروازے ہر اس جوان عورت پر کھول دیئے گئے ہیں جس کے پاس تھوڑا بہت حسن ہو اور وہ شرم وحیا کو پوری طرح مار دینے کے لئے تیار ہو، ایسی عورتوں کو ماڈل، اداکارہ، رقاصہ اور کال گرل بنا کر اس کے جسم اور روح کی ہر ہر صلاحیت اور خوبی کو دنیا جہان کے مردوں کے لئے عام کر دیا جاتا ہے، ایسی عورتوں سے جو اخلاقی بے راہ روی پھیل رہی ہے وہ محتاج بیان نہیں، یوں ہمارا معاشرہ تباہی کے دہانے پر پہنچ چکا ہے اور اس بارے میں لادینی طاقتوں کی ڈیڑھ سو سالہ جدوجہد تقریباً پایۂ تکمیل کو پہنچ رہی ہے، مسلم خواتین کی اکثریت کو تو وہ بہلا پھسلا کر رام کر چکا ہے اور جن کی غیرتِ ایمانی اس کی اجازت نہیں دیتی، ان کا حجاب نوچ پھینکنے میں بھی مغربی درندوں کو کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی، یورپ میں مسلم عورت کے حجاب پر پابندی کی مہم اسی ذہنیت کا آئینہ دار ہے۔

مگر...... ایمان، کفر سے کبھی ہار نہیں مان سکتا، آج یورپ کی مسلم خواتین سراپا احتجاج ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ مغربی طاغوتوں کو اس وقت منہ کی کھانا پڑے گی جب یہ بہنیں برقعے کے بغیر باہر نکلنے سے انکار کر دیں گی، جب مغرب کی ہوس ناک نگاہیں یہ دیکھیں گی کہ مسلم عورت نے گھر ہی کو اپنا قلعہ بنا لیا ہے اور پبلک مقامات پر اس کی برائے نام حاضری بھی ختم ہو گئی ہے تو اسے اپنے فیصلے پر افسوس ہوگا، وہ مسلمان عورت کو جس مقام پر لانا چاہتا ہے، ان مؤمن بہنوں کی غیرتِ ایمانی اسے کبھی قبول نہیں کرے گی...... اور پھر انہی کے سوزِ دل سے اس حیا باختہ معاشرے میں نئے چراغ جلیں گے۔ان شاء اللہ